ڈاکٹر سیدہ فلیحہ کاظمی
ڈاکٹر حافظ عبدالغنی شیخ

کلہوڑا عہد: تاریخ نویسی کا زرّیں دور

برصغیر میں تاریخ اسلامی کا باقاعدہ آغاز محمد بن قاسم کی فتح سرزمین سندھ سے ہوا کیوں کہ اس کی فوج بے شمار ۹۲ھ۔/۱۰ ۷ء ایرانی النسل سپاہیوں پر مشتمل تھی اس لیے اسی دور میں فارسی زبان و ادب نے اپنی مضبوط بنیادیں قائم کیں (آفتاب اصغر، ۱۳۶۳ھ۔ش، ص: ۲۱) اور ابن حوقل اور اصطخری کے بقول فارسی سرزمین ''مکران'' کی رائج زبانوں میں شمار کی جاتی تھی (وحید قریشی ۱۹۹۵ء/ص: ۳۲۱) اگرچہ اہالیان فارس اور ہندوستان کے روابط تین ہزار سال قدیمی ہیں (اقبال ثاقب، ۱۳۸۹اش، ص ۲۰۰)۔

لیکن ان روابط کو عہد محمود غزنوی میں ایک نئی زندگی عطا ہوئی اور فارسی زبان کو یہاں بہت پیشرفت کا موقع ملا (اقبال ثاقب، ۱۳۸۹اش، ص ۲۰۰) لیکن مغل بادشاہوں کے دور حکومت میں تو بے شمار شعرا اور ادباء ہجرت کر کے برصغیر کے مختلف علاقوں میں ساکن ہوئے اور ملک الشعراء بہار اس کو یوں بیان کرتے ہیں: ''زیرا پادشاہان تیموری ہند ایران را وطن خویش ایرانیان را ہمشیری و ہمزبان خودمی دانستند از ذوق اینان لذت می بردند۔'' (بہار ۱۳۳۸اش، ص: ۲۵۶)

جس وقت ہندوستان میں مغلوں کی حکومت اپنی آخری سانسیں گن رہی تھی (۱۱۵۰ھ، ۱۷۳۷ء) سندھ میں عنان حکومت کلہوڑوں کی ہاتھ آ گئی۔ اگرچہ اس وقت سندھ کے سیاسی حالات بہت نامساعد تھے کیوں کہ ایک جانب نادر شاہ سندھ پر حملہ آور ہو چکا تھا اور دوسری جانب احمد شاہ ابدالی کے حملے کے بعد سندھ میں کلہوڑوں کے لیے حالات موافق نہ تھے (خان بہادر، ۱۹۵۹ء، ص: ۱۲۲) لیکن ان سب مشکلات کے باوجود کلہوڑا خانوادہ نے علم و ادب اور دانش مندوں کی حمایت و سرپرستی کو جاری رکھا، اور اپنے ۶۸ سالہ دور حکومت میں بہترین تالیفات کا باعث بنے اور ان کے عہد میں ایران کی مانند تاریخ نویسی (منظوم و منثور) کو حکمرانوں کی خاص توجہ حاصل رہی۔

تواریخ منظوم یا شاہنامہ سرائی:

ایران میں منظوم تواریخ یا شاہنامہ سرائی کو انتہائی اہمیت حاصل رہی ہے۔ اہل فارس نے شاہنامہ

سرائی کو اپنی تاریخ کو زندہ رکھنے کے لیے ایک اہم آلے کے طور پر استعمال کیا لیکن اس صنف سخن کو چوتھی صدی ہجری میں فردوسی نے اوج کمال تک پہنچایا۔ اگر چہ اس سے قبل شاہنامہ مسعودی، مروزی، شاہنامہ ابوالموید بلخی، شاہنامہ منصوری اور گشتاسپ نامہ دقیقی کو شہرت حاصل ہو چکی تھی لیکن فردوسی نے وہ کارنامہ سرانجام دیا جس کے سبب ہندوستان میں بھی اس کی تقلید کی گئی (صفا،۱۳۳۳ش، ص ۳۵۔۳۳) یہ شاہنامہ کی اہمیت و مقام ہی تھا کہ جس کے سبب بادشاہان ہند نہ صرف اپنے درباروں میں شاہنامہ سرائی کو رواج دیتے تھے بلکہ مختلف معرکوں میں لشکر کے جذبات ابھارنے کے لیے شاہنامہ سرائی کی اس اہمیت سے خوب واقف تھے اس لیے انھوں نے بھی اپنے عہد میں شعرا کو اپنے خاندان سرزمین سندھ کے شاہنامے/تواریخ لکھنے کی ترغیب دی جنھیں ہم یہاں قارئین کے لیے پیش کر رہے ہیں۔

ملا محمد حسین ٹھٹھوی برصغیر اور بالخصوص سندھ کے فارسی کے عظیم ترین شعرا میں شمار کیے جاتے ہیں کہ جن کی شہرت سے متاثر ہو کر ان کے معاصر دیگر شعرا ان کی پیروی پر فخر کرتے تھے۔ (صافی، ۱۳۸۷ش، ص ۱۳۶) محسن کی تاریخی رزمیہ مثنوی اعلام ماتم یا حملہ حسینی اپنے عہد کی معروف ترین حماسی مثنوی ہے جو محسن نے رفیع باذل اور میرزا ابوطالب کی ''حملہ حسینی'' کے بطور تکملہ بیان کی۔ اس کے اشعار کی تعداد ۹۰۰۰ ہے اور مادۂ تاریخ حملہ حسینی کو یوں بیان کرتا ہے۔

عجب نیست گریان اگر نامہ شد
چو تاریخ یا بی ز غمنامہ (۱۱۳۶) شد

(محسن ٹھٹھوی، ۱۹۶۳ء، ص ۹۰)

میر شیر علی قانع ٹھٹھوی کلہوڑا عہد کا معروف ترین تاریخ نویس ہے اُس نے متعدد منظوم اور منثور تواریخ لکھی ہیں اور بقول صاحب ''پاکستان میں فارسی ادب'' بمطابق غلام شاہ (ح ۱۱۷۰۔۱۱۸۶ھ/۱۷۷۲۔۱۷۵۶ء) قانع ٹھٹھوی نے شاہنامہ فردوسی کی پیروی میں تاریخ کلہوڑوں پر شاہنامہ لکھنے کا آغاز کیا لیکن نامعلوم وجوہات کی بناء پر یہ نا تمام رہ گیا (ظہور الدین احمد، ۱۹۷۷ء، ص: ۳/۶۵)۔

مثنوی اعلام غم/حملہ حسینی/اعلام ماتم بھی قانع کی تصنیف ہے جو مصائب اہل بیت اطہار پر ۱۱۹۶ھ/۱۷۸۱ء ۱۷۳۳۳ اشعار پر مشتمل ہے (ریو، ۱۸۷۰، ۱۰۶۱/۳)۔

قانع نے ''مختار نامہ'' ۱۱۹۶ھ/۱۷۸۱ء میں ۷۰۰۰ اشعار پر مبنی تاریخی مثنوی مختار ثقفی کے حالات پر مبنی لکھی کہ جس کا دوسرا عنوان ''حملہ حسینی'' بھی ہے۔ محسن ٹھٹھوی نے اپنی وفات سے قبل رزمیہ مثنوی حملہ حسینی کو نا تمام چھوڑا تھا اور اس کی وفات کے بعد قانع نے اس کو مکمل کیا۔ مثنوی کا حمد خداوند تعالیٰ سے یوں آغاز ہوتا ہے:

به نام جهان داور کردگار
که برقدرت اوست مختار کار

۲۰ ہزار اشعار پر مبنی ''تاریخ عباسیہ'' قانع کی تھی اور بقول راشدی یہ کتاب خاندان قانع کے کتب خانے میں موجود تھی۔ لیکن قانع کی یہ تصنیف بھی نامعلوم وجوہات کے سبب نامکمل رہی۔ (راشدی ۱۹۵۷ء، ص ۹)

باغ علی سندھی متخلص بہ خائف نے سندھ کی منظوم تاریخ ''نامہ نغز'' کے عنوان سے شاہنامہ فردوسی کی پیروی میں خدایار عباسی (کلہوڑا) کے عہد میں بیان کی (نبی بخش خان، ۲۰۰۷، ص ٦٦) فردوسی کی تقلید کے بارے میں شاعر یوں رطب اللسان ہے:

چه گفت است دانی دیرینه طوس
بیا راست شه نامه چون نو عروس
چه گفت آن گرا نمایه شیریں سخن
به شاهنامه فردوسی رای زن

نامہ نغز کا موضوع خدایار خان کلہوڑا کی نادر شاہ کے مقابل جنگی حالات کی تفصیل ہے اور اسی بنا پر یہ تاریخی مثنوی خاص اہمیت کی حامل ہے۔

''شاہنامہ نادری'' یا ''نادر نامہ'' ۱۱۷۲ھ/۱۷۵۸ء میں تالیف ہوئی جس میں ۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء میں نادر شاہ کے حملے سے لے کر خدایار خان کی گرفتاری اور ۱۱۵۳ھ/۱۷۴۰ء کے واقعات بیان کیے گئے ہیں اور اس کا کچھ حصہ ''تاریخ سندھ'' کے ضمیمہ ''منصور الوصیت'' میں شائع ہو چکا ہے۔

میرزا محمد علی المعروف فردوسی ثانی بارہویں صدی ہجری کا شہرت یافتہ شاعر تھا جو نادر شاہ افشار کے ہمراہ برصغیر آیا (اعجاز احمد، ۲۰۱۰ء/۱۰٦)۔ فردوسی ثانی نے اپنی رزمیہ مثنوی ''شاہنامہ نادری'' یا ''نادر نامہ'' میں نادر شاہ کی فتوحات کو بیان کیا اور کیوں کہ شاعر نادر شاہ کے ہمراہ برصغیر آیا تھا اور بیان کیے گئے واقعات کا چشم دید گواہ تھا اس لیے مثنوی کی اہمیت دو چند ہو گئی ہے۔ یہ مثنوی احمد سہیلی کی کوشش سے ۱۹٦۰ء میں تہران سے چھپ چکی ہے اور اس کا اختتام یوں کیا گیا:

به یک گردش چرخ نیلوفری
نه نادر به جا ماند و نه نادری

منثور تواریخ:

قانع ٹھٹھوی ۴۳ آثار کے مصنف و شاعر تھے اور ان کی تالیفات سرزمین سندھ کی بہترین تصنیفات میں شمار ہوتی ہیں۔ غلام شاہ کلہوڑا (۱۱۸٦ھ۱۱۸۰ق/۱۷۷۲-۱۷٦٦ء) نے اپنے خاندان کی تاریخ

مرتب کرنے کے لیے قانع کو مقرر کیا تھا:

''درسال ہفتاد و پنج (۱۱۷۵ء) فیض ملازمت نواب ہشر بر جنگ بہادر، شاہ ویردی خاندان میاں غلام شاہ عباسی مستفیض شدہ، مامور تالیف تاریخ عباسیہ در نثر و نظم است۔'' (قانع ٹھٹھوی، ۱۹۵۷ء، ص ۵۷۲)

میرزا مہدی خان استر آبادی اور منشی نادر شاہ نے ۱۰۵۱ق/۱۶۴۱ء میں سندھ پر نادر شاہ کے حملے کی تاریخ ''تاریخ جہانگشای نادری'' کے نام سے مرتب کی۔ کیوں مصنف نادر شاہ کے درباری تاریخ نویس تھے اس لیے ان کی تالیفات یقیناً جانب داری پر مبنی نظر آئے گی مگر اس میں بیان کردہ تاریخی اسناد کی اہمیت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ (استر آبادی ۱۳۴۱ھ، ش ۳۳۴۔۳۳۳)

سندھ کی عمومی تاریخ ''تحفۃ الکرام'' میر علی شیر قانع ٹھٹھوی کی تین جلدوں پر مبنی اہم ترین کتاب ہے، جلد اول میں مولف نے اعتراف کیا ہے کہ کتاب کا اسلوب نگارش دیگر عمومی تاریخی کتب کی مانند ہے اور کتاب کی ابتدا انبیا، اولیا، خلفا، حکما اور مسلمان سلاطین کی تعریف و توصیف سے کی گئی ہے، جلد دوم، امین رازی کی ''ہفت اقلیم'' کی پیروی میں لکھی گئی ہے اور ہر اقلیم کی تاریخ کے علاوہ اس علاقے کی ملوک و امرا، علما، فضلا اور اہل ہنر کے ذکر سے مزین ہے۔ جلد سوم، سندھ کے مشاہیر کی تاریخ ہے جس کے مزید تین حصے ہیں:

۱۔ تاریخ سندھ قبل از اسلام تا کلہوڑا عہد، ۲۔ سندھ کے شہروں، رجال اور مشاہیر کی تاریخ، ۳۔ ٹھٹھہ شہر، وہاں کے علما، فضلا اور گورستان مکلی میں مدفون معروف شخصیات کا ذکر۔

غلام میر علی مائل (۱۱۸۱۰۱۲۵۱ق/۱۸۳۵ء۔۱۷۶۱ء) کی فہرست کتب میں قانع ٹھٹھوی کی ایک اور تالیف کا ذکر بہ عنوان ''لب تاریخ کلہوڑا'' ملتا ہے اور بقول راشدی میر قانع نے یہ کتاب کلہوڑا خاندان کی تاریخ کو بیان کرنے کے لیے تالیف کی تھی۔ (منزوی، ۲۰۰۷ء، ۵/۳۳۳)

''تبصرۃ الناظرین'' سید میر محمد فرزند میر عبدالجلیل بلگرامی نے ۱۱۸۲ق/۱۷۶۸ء میں کلہوڑوں کی خاندانی سیاسی اور تاریخ کے بارے میں مرتب کی۔ کیوں کہ مصنف خود نہ صرف ساکن سندھ تھا بلکہ کلہوڑا خاندان سے اس کے بہت اچھے مراسم تھے اس لیے اس کتاب کی اہمیت سے مزید انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے خطی نسخے مختلف کتب خانوں اور کتاب خانہ، انگلیس میوزیم میں بھی موجود ہیں۔ (ریو، ۱۹۶۶ء، ۳/۹۶۳)

کتاب ایک مقدمہ، مقالے اور خاتمے کی صورت میں منقسم کی گئی ہے۔ کیوں کہ مؤلف نادر شاہ کے حملے کے وقت خدایار خان کے ہمراہ موجود تھا اس لیے اس کے بیان کردہ وقائع خاص اہمیت کے حامل ہیں اور باوجود اس کے یہ وہ خاندان کلہوڑا سے نزدیکی مراسم رکھتا تھا مگر دربار سے وابستگی نہ ہونے کے سبب اس وقت کے معاشرے اور دربار سے متعلق دقیق اطلاعات فراہم کی ہیں۔

بلگرامی خدایار خان سے روابط کے بارے میں یوں لکھتا ہے:

''بعد از نادر شاہ ہم منصب داران محمد شاہی کہ در ملک سند بودند چہ از صوبہ ٹھٹھہ دچہ از سرکار سیوستان وبھکر برآمدہ بہ دہلی رفتند، مگر بندہ۔ کہ خدایار خان جدائی مرا از خود روانمی داشت۔'' بلگرامی ۱۹۶۴ء، ص ۱۵۰۴)

کتاب کا کچھ حصہ حسام الدین راشدی کی کوششوں سے ۱۹۶۴ء میں ضمیمہ منشور الوصیت و دستور الحکومت میاں نور محمد، حیدرآباد سے شائع ہو چکا تھا۔

صمصام الدولہ شاہ نواز خان خوافی (۱۱۷۱ھ۔۱۷۵۷ء، ۱۱۶۹ق/۱۷۵۷ء۔۱۰۰۰۔۹۹، ۱۷۵۸ء) نے ہندوستان کے امرا و بادشاہوں کا زندگی نامہ بعنوان ''مآثر الامراء'' ۱۱۵۵ھ۔۱۱۷۱ق/۱۷۵۷ء۔۱۷۴۲ء میں لکھا۔ کیوں کہ مولف کتاب کا اختتام کرنے سے قبل قتل کر دیا گیا تھا اس لیے میر غلام علی آزاد بلگرامی نے کتاب کو ۱۱۷۲ق/۱۷۵۸ء میں چار مزید امرا کی تاریخ میں اضافہ کر کے مکمل کیا اور اس کے بعد محترم عبدالحیٔ صمصام الملک فرزند صمصام الدولہ نے اس میں مزید ۷۳۰ افراد کا اضافہ کر کے کتاب کا اختتام کیا۔

کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے دیگر منابع سے بہت استفادہ کیا ہے کیوں کہ اس سے قبل لکھی گئی تواریخ کے بہت سے واقعات اور اطلاعات مصنف نے اپنی کتاب میں بھی بیان کیے ہیں اور یہ امر اس تاریخ پر تنقید کا باعث بنتا ہے۔

''تاریخ عالم آرای'' مرو کے وزیر محمد کاظم مروی کی تالیف ہے کہ جو تقریباً ۱۱۶۳ق/۱۷۴۹ء میں لکھی گئی اور افشاری دور کی اہم تواریخ میں سے ایک ہے۔ یہ کتاب تین جلدوں میں منقسم کی گئی ہے۔ جلد اول: نادر شاہ کی ولادت سے ۱۱۴۰ق/۱۷۲۷ء) تک، جب کہ مجلد دوم اور سوم: نادر شاہ کی جنگی مہمات اس کے ہندوستان پر حملے سندھ پر قبضے اور خدایار خان کی شکست کے واقعات پر مبنی ہے۔ (محمد کاظم، ۱۳۶۹ش/ص ۲/۷۵۲) کیوں کہ محمد کاظم سندھ پر نادر شاہ کے حملے کے وقت اس کے ہمراہ نہیں تھا اس لیے اس نے اکثر واقعات لشکر کشی کے وقت موجود سپاہیوں اور دیگر لوگوں کی زبانی سن کر ہی اپنی کتاب کا حصہ بنا لیا اس لیے اس کی بیان کردہ معلومات پر شک کی گنجائش موجود ہے۔ لیکن محمد کاظم نے اکثر واقعات کو بہت تفصیل اور اس زمانے کے حالات و واقعات کو اچھے انداز میں پیش کیا ہے، مختصراً فارسی تاریخ نویسی کے حوالے سے کلہوڑا عہد کا شمار سرزمین سندھ کے زریں عہد کے طور پر کیا جاتا رہے گا اور جب بھی، فارسی زبان و ادب میں لکھی گئی تواریخ کا ذکر آئے گا، کلہوڑا عہد میں لکھی گئی تواریخ کا بالخصوص ذکر کیا جائے گا۔

حواشی:

۱۔ آفتاب اصغر: ''تاریخ نویسی ہندو پاکستان میں''، لاہور، ۱۳۶۴ش۔

۲۔ اعجاز احمد: ''فارسی گویان ایرانی درشبہ قارہ'' نگارش، ۲۰۱۰ء۔
۳۔ استر آبادی، مہدی: ''تاریخ جہانگشای نادری'' بہ کوشش عبداللہ انوار، تہران ۱۳۴۱ش
۴۔ اقبال ثاقب، ڈاکٹر محمد ''تاریخچہ روابط سہ ہزار سالہ ایران وحوزۂ شبہ قارہ'' دانش، شمارہ ۳، امرکز تحقیقات فارسی در پاکستان، اسلام آباد، ۱۳۸۹ش۔
۵۔ راشدی، حسام الدین ''نفوذ فردوسی وشاہنامہ درادبیات سند'' مجلس سخن عشق، شمارہ ۳۶۔۳۵، تہران، ۱۳۸۷ش۔
۶۔ ظہور الدین احمد: ''پاکستان میں فارسی ادب کی تاریخ''، ج ۳، لاہور ۱۹۷۷ء۔
۷۔ محسن ٹھٹھوی: ''دیوان محسن تتوی باتصحیح وترتیب ومقدمہ حبیب اللہ راشدی'' حیدرآباد، پاکستان، ۱۹۶۳ء
۸۔ صافی، قاسم: ''کلہوڑا عہد میں زبان و ادبیات فارسی''، دانش، شمارہ ۹۲، مرکز تحقیقات فارسی، اسلام آباد، ۱۳۸۷ش۔
۹۔ قانع ٹھٹھوی، میر علی شیر: ''مقالات الشعراء''، بہ اہتمام حسام الدین راشدی، کراچی ۱۹۵۷ء
۱۰۔ منزوی، احمد: ''فہرست مشترک نسخہ ھای خطی در پاکستان'' ج: ۵، اسلام آباد۔
۱۱۔ نبی بخش بلوچ: ''سندھ میں فارسی شاعری کا آخری دور (تکملہ التکملۃ)'' مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، ۱۹ء۔
۱۲۔ بلگرامی سید میر محمد: ''تبصرۃ الناظرین'' ضمیمہ منشور الوصیت ودستور الحکومت، مرتبہ حسام الدین راشدی، حیدرآباد، ۱۹۶۴ء۔
۱۳۔ محمد کاظم مروی: ''عالم آرای نادر'' بہ کوشش محمد امین ریاحی، تہران، ۱۳۶۹ش۔
۱۴۔ صفا، ذبیح اللہ: ''حماسہ سرائی در ایران''، تہران، ۱۳۳۳ش۔

* Rierr,Charles "Catalogue of Persian Manuscripts" in Birtish Museum, Oxford 1966

فہرستِ اسنادِ محولہ:

۱۔ آفتاب اصغر: ۱۳۶۴ش، ''تاریخ نویسی ہند و پاکستان میں''، لاہور۔
۲۔ اعجاز احمد: ۲۰۱۰ء، ''فارسی گویان ایرانی درشبہ قارہ'' نگارش، تہران
۳۔ استر آبادی، مہدی: ۱۳۴۱ش، بہ کوشش عبداللہ انوار، ''تاریخ جہانگشای نادری'' تہران۔
۴۔ بلوچ، نبی بخش: ۲۰۰۹ء، تکملہ التکملۃ (سندھ میں فارسی شاعری کا آخری دور) مقتدرہ قومی زبان، پاکستان۔
۵۔ بلگرامی، سید میر محمد: ۱۹۶۴ء، مرتبہ حسام الدین راشدی ''تبصرۃ الناظرین'' (ضمیمہ منشور الوصیت ودستور الحکومت)، حیدرآباد۔
۶۔ ٹھٹھوی، محسن: ۱۹۶۳ء، باتصحیح وترتیب ومقدمہ حبیب اللہ راشدی ''دیوان محسن تتوی،'' حیدرآباد، سندھ۔
۷۔ ٹھٹھوی، قانع، میر علی شیر: ۱۹۵۷ء، بہ اہتمام حسام الدین راشدی، ''مقالات الشعراء''، کراچی۔
۸۔ صفا، ذبیح اللہ: ۱۳۳۳ش، ''حماسہ سرائی در ایران''، تہران۔

۹۔ ظہورالدین احمد: ۱۹۷۷ء، ''پاکستان میں فارسی ادب کی تاریخ''، جلد سوم، مجلس ترقی ادب، لاہور۔
۱۱۔ محمد کاظم مروی: ۱۳۶۹ش، بہ کوشش محمد امین ریاحی، ''عالم آرای نادر''، تہران۔
۱۰ منزوی، احمد: سن ندارد، ''فہرست مشترک نسخہ ھای خطی در پاکستان'' ج: ہ، اسلام آباد۔

* Rierr,Charles "Catalogue of Persian Manuscripts" in Birtish Museum, Oxford 1966

رسائل:

۱۔ دانش، شمارہ ۳۔۱، ۱۳۸۹ش ۔شمارہ ۹۲، ۱۳۸۷ش۔-اسلام آباد۔
۲۔ مجلسِ سخن عشق، شمارہ ۳۵۔۳۶، تہران، ۱۳۸۷ش۔